رجسٹرڈ نمبر ل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر نسیم الدین

چندہ سالانہ	۲؏
فی پرچہ	۱؍

جلد ۶ | کاکوری دوشنبہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء مطابق ۲ رمضان المبارک ۵۸ھ | نمبر ۱۲

ادبیات

ساون کے گلچھرے

(از مولوی محمد حاکم حسن قیس کاکوروی)

تمہارے ہی بہار آئی ہے ساون کے گلچھرے
کوئی دیکھے ذرا میری تربت پر فلک کے گلچھرے

ادھر چمن کے ہم گریاں ادھر چمن کے گلچھرے
ادھر رزم کی بزم میں حیرانی ادھر دوزن کے گلچھرے

کہ خاک آتش افشانی کہ دریا ہو گیا پانی
مری آنکھوں کی حیرانی تری چتون کے گلچھرے

پھبنا دل کی فراوانی یہ تیری نغمہ افشانی
خدا رکھے یہ زخم دل ترے دامن کے گلچھرے

تری بیتابیاں میری جیسی تری خاطر مری خاطر
برے لگتے نہیں مجھ کو کسی دشمن کے گلچھرے

خزاں کی کیا ہوا آئی ہے رسوائی ہی رسوائی
نہ وہ پھولوں کی رعنائی نہ وہ گلشن کے گلچھرے

جفا کیسی وفا کیسی - خطا کیسی عطا کیسی
فنا کیسی بقا کیسی ہیں یہ تن من کے گلچھرے

جو کہ اشعار ہر نا کا خلاصہ ہے مری جاں کا
ہیں یہ زخم سوزاں کا کہ ہیں یا تن کے گلچھرے

چلے تھے راہ مولا میں پہنے ہم نے لیلیٰ ہیں
ٹے ہم قیس صحرا ہیں ہوئے رہزن کے گلچھرے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ مقولے

(۱) جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔

(۲) جس شخص سے تم کو نفرت ہو اس سے ڈرتے رہو۔

(۳) سب سے زیادہ عاقل وہ شخص ہے جو اپنے اعمال کی اچھی تاویل کر سکتا ہو۔

(۴) آج کا کام کل پر اُٹھا نہ رکھو۔

(۵) جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی۔

(۶) جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہوگا۔

(۷) جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے تو مجھ کو اس کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاتا ہے۔

(۸) لوگوں کی فکر میں تم اپنے تئیں بھول نہ جاؤ۔

(۹) دنیا تھوڑی سی لو تو آزادانہ بسر کر سکو گے۔

(۱۰) توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے۔

(۱۱) ہر بیہودہ بات پر دو دار وغہ متعین ہیں۔ آپ بے گل۔

(۱۲) اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں اسکی پرواہ نہ کرتا کہ میں کس پر سوار ہوں۔

(۱۳) خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس تحفے بھیجتا ہے (یعنی مجھ پر میرے عیب ظاہر کرتا ہے)

از محمد اقتدا علی عباسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

| جلد ۶ | کاکوری دوشنبہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۲ |

ہمارا تعلیمی نظام

یہ طے شدہ ہے کہ ہر ملک میں نظام تعلیم قومی تعمیر وتشکیل کا سنگ بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ جو ملک یا قوم شاہراہ ترقی پر بڑھنا چاہے اُسکے لئے ضروری ولازمی ہے کہ وہ اپنے نظام تعلیم کو درست کرے۔ اقتصادی و سوشل ترقیاں سب نظام تعلیم کے ماتحت آجاتی ہیں۔

ہمارے دیکھتے دیکھتے جاپان وترکی نے ترقی کے منازل طے کرکے ترقی یافتہ اقوام میں اپنے کو شامل کرلیا۔ تھوڑی ہی مدت پہلے تک جاپان وترکی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے لیکن زمانہ کے تھپیڑوں نے اُنھیں بیدار کرکے اپنی کمزوریوں کا احساس کرادیا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ ملک جبتک تعلیم یافتہ نہوگا شاہراہ ترقی تک پہونچنا معلوم۔ ان دونوں ملکوں نے سب سے پہلے ملک میں تعلیم کو فروغ دیا۔ جسکی وجہ سے ان کی نسلوں میں خوداعتمادی خودداری اور خودشناسی کا جذبہ پیدا ہوگیا۔ یہ تعلیم ہی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا میں یہ دونوں قومیں صف اول میں شمار ہوتی ہیں۔

جنگ عظیم سے پہلے ملک روس میں بھی اسقدر تعلیمی چرچا نہ تھا۔ زار کے عہد حکومت میں روسیوں نے اپنی اس کمی کو محسوس کرلیا تھا۔ چنانچہ جنگ کے بعد انقلاب کے رونما ہوتے ہی اسی حکومت نے اپنی تمام توجہ ملک کے تعلیم پر مرکوز کردی۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حکومت نے سہولتیں پیدا کردیں۔ درسی کتابوں کو سستے داموں فروخت کرنے کا انتظام کیا۔ تعلیم ملکی زبان میں لازمی قرار دی۔ غرضیکہ چند ہی عرصے میں جاپان۔ ترکی اور روس نے اپنے ملک کو تعلیم یافتہ بنا لیا ہے۔ یہ تعلیم کا نتیجہ ہے کہ ان ممالک نے اسقدر قلیل عرصہ میں اقتصادی اور قدرتی وسائل میں بیحد ترقی کی ہے۔

ایک ہمارا ملک ہندوستان ہے جہاں ایسی تعلیم دیجارہی ہے جس کی کوئی غرض وغایت معلوم نہیں ہوتی اور جسکا کوئی نصب العین نظر نہیں آتا۔ سوائے اسکے کہ اس غلامستان کو اور غلام بنا لیا جائے۔ ہمارے یہاں موجودہ تعلیم نہ صرف تضیع اوقات ہے بلکہ عام طور پر اُسکے بُرے اثرات ظاہر ہورہے ہیں۔

ہندوستان کے کونے کونے سے آوازیں بلند ہورہی ہیں کہ موجودہ نظام تعلیم قطعاً ہماری ضروریات کو پورا نہیں کررہا ہے اب وقت آگیا ہے کہ اسکو بدلا جائے۔

جو مضامین اسوقت ہندوستان کے اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائے جاتے ہیں وہ ہماری ذہنی تاریکیوں کو دور کرنے اور دماغوں کو جلا دینے سے قاصر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نصاب تعلیم ایسا ہو جو ہماری اخلاقی حالت کی اصلاح کرے۔ ہمیں آزادی کا سبق دے اور سوسائٹی کا کارآمد جزو بنائے۔ ہمکو ملک اور وطن کی حقیقی خدمت کرنا سکھائے اور ہم اپنے ملک کی اقتصادی دولت کے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوں۔ ہمارا نصاب تعلیم صحیح ہو۔ فائدہ مند ہو۔ محض کلرک بنانے کا مقصد نہو کہ غلامی کے جذبات پیدا ہوں۔

یہ ایک عجیب بات ہماری موجودہ تعلیم میں ہے کہ حصول علم کے بعد ہم اپنا آبائی پیشہ ترک کر بیٹھتے ہیں جو تعلیم کا بدترین اثر محسوس کیا گیا ہے۔ اسوقت کی تعلیم ہماری ابدی دلچسپی کا باعث بہت کم ثابت ہوتی ہے۔ تاریخ وجغرافیہ کی ایسی ردی کتابیں بچوں کو پڑھائی جاتی ہیں جس سے ملک میں فرقہ واری کی لعنت پیدا ہوگئی ہے یہی وجہ ہے کہ ملک میں جگہ جگہ آئے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

سب سے بڑی ضرورت جو اسوقت ملک کو ہے وہ تعلیمی نصاب میں کتابوں کے ساتھ عملی تعلیم کا جزو بھی شامل کرنا ہے۔ موجودہ تعلیم نے ملک کی مختلف دستکاریوں کا جنازہ نکالدیا ہے۔ چند فیصدی مزدور اور مزدوری پیشہ لوگوں کو تعلیم یافتہ طبقہ حقارت وذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اصل یہ ہے کہ اسوقت ملک میں نظام تعلیم کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے تاکہ ملک کو حقیقی ترقی حاصل ہو۔ جو سدھار ہورہے ہیں یہ

نقوش

چند روز سے پھر لگنے بازیوں کی اطلاعات ہمارے پاس آرہی ہیں جسمیں اکثر سنگین واقعات بھی ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو پولیس پہلے ہی اسطرح کے واقعات پر کچھ اعتنا نہیں کرتی تھی اور اب تو اسکو ایک بہانہ مل گیا ہے کہ کانگریسی حضرات ہر چھوٹے بڑے واقعات میں در آتے ہیں اور تحقیقات و تفتیش میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قصبہ میں آئے دن کوئی نہ کوئی ہنگامہ ہوتا رہتا ہے اور لچے و شہدوں کی جرأتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ چنانچہ حال میں حرام کاری کا ایک سنگین واقعہ ہمارے نوٹس میں لایا گیا تھا لیکن بعد میں سنا کہ اُس واقعے کے متعلق ایک ملزم کو مع اُسکے بھائی کے کانگریس کا ممبر بنا کر اطمینان دلا دیا گیا کہ پولیس تمہارا کچھ نہیں کر سکتی۔ جب بدمعاشوں کی اسطرح پشت پناہی کیجائیگی تو ظاہر ہے جو بھی واقعات رونما ہوں۔

ہم قصبے کے کانگریسی کارکنوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ بدمعاشوں کی اسطرح پر اعانت کرنے کے بجائے پولیس کی امداد کریں اور اگر وہ تساہلی کرے تو اسکو مجبور کر کے بدمعاشوں کو اُنکے حرکات کی سزا دلوانے میں کوشش کریں کہ قصبہ سے ایسا عنصر دور ہو۔ ساتھ ہی پولیس کو بھی اپنے کار منصبی کو دیانتداری سے انجام دینے میں مرعوب نہ ہونا چاہیئے اور چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کی پوری طرح تحقیقات کر کے لچوں اور شہدوں سے قصبہ کو پاک کر دینا چاہیئے ورنہ یہی آئندہ چلکر سنگین جرائم کریں گے۔

ہم کو یہ دریافت کر کے خوشی ہوئی کہ کاکوری میں ابھی ہوشیار جراح اور نیک نامی کے ساتھ اپنے پیشے کو انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ ہم کو معلوم ہوا کہ چودھری محمد اسمٰعیل (چودھری محلہ) کے سرطانی پھوڑے کا اپریشن رحیم بخش المعروف بہ گچو جراح نے بہت کامیابی کے ساتھ نہایت چابکدستی و ہوشیاری سے کیا تھا اور جراح مذکور ہی کے علاج سے زخم مندمل ہوا اور اب چودھری صاحب موصوف بالکل اچھے ہیں اور جراح مذکور کے بہت مداح ہیں۔ فی زمانہ ایسے بڑے اپریشن میں کامیابی حاصل کرنا بڑی نیکنامی ہے جسکے لئے ہم رحیم بخش کو قابل مبارکباد سمجھتے ہیں۔

ہم تم

(شیخ محمد حیدر حسن صاحب عباسی کاکوری)

خدا جانے ہمارا دماغ خراب ہے یا تمہارا۔ تم کہتے ہو کہ تم دیہاتی ہو غیر مہذب غیر متمدن جاہل قدامت پسند۔ فطرت کی گوناگوں بہاروں سے نا آشنا۔ قدرت کی بیشمار نعمتوں کے فوائد سے محروم۔ ایجادات عالم سے بیگانہ۔ اختراعات جدیدہ سے لاعلم۔

ہم کہتے ہیں کہ "سبحان اللہ" اس لطافت کے قربان۔ ماشاء اللہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ ہم تو اپنے مشرقی رسم و رواج کی پرانی لکیر پیٹ رہے ہیں مگر تم نے جو پرانا چار جامہ اتارا ہے تو اندر سے اسقدر ننگے نکلے ہو کہ تمہاری صفت حماقت بھی عریاں ہو گئی ہے۔ وہی کام ہم کریں تو ہم کو غیر مہذب بتاتے ہو اور وہی فعل خود کرتے ہو تو سمجھتے ہو کہ بڑے بھاری فیشن کی ٹانگ توڑ دی۔ خیر ہم تو گئے گذرے مگر اُن اندھا دھند بھیڑوں کی خاصیت رکھنے والوں کو کیا کہئے جو ہمارے اور تمہارے یکساں افعال کو ہمارے لئے جہالت اور تمہارے لئے تہذیب تصور کر کے فخر کرتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ ہم جانگھیا عرف جڈھی پہنیں تو گنوار اور تم نیکر عرف انڈرویئر پہنو تو فیشن۔
۲۔ ہم مسی لگائیں تو معیوب اور تم روغن (پینٹ) ملو تو مقبول۔
۳۔ ہم چپل پہنیں تو دیہاتیت اور تم سینڈل شو پہنو تو رواج۔
۴۔ ہم زریں لباس پہنیں تو نسوانیت اور فوجی عہدہ دار پہنیں تو مردانگی۔
۵۔ ہم کھانا کھا کر ہاتھ منہ دھوئیں تو غیر مہذب اور تم "فنگر باول" میں انگلی ڈبو دو تو متمدن۔
۶۔ ہم پان کھائیں تو بدتمیزی اور تم سگریٹ کے دھوئیں سے کمرہ بھر کو گندہ کر دو تو تمیز داری۔
۷۔ ہم سہاگی میں کپڑے بسائیں تو ہندوستانیت اور تم نیفتلین کی عطر بیزی میں مست ہو تو ترقی۔
۸۔ ہمارے بھانڈ نقلیں کریں تو کمینے اور تمہارے بھانڈ اسٹیج اور

پردۂ سیمیں پر حیا سوز اداکاری کریں تو درخشندہ ستارے عرف اسٹار۔

۹۔ طوائفیں کمروں پر بیٹھیں تو بُری اور سوسائٹی گرل ملنساری کی آڑ میں گناہ چھپائیں تو فیشن۔

۱۰۔ ہمارے مولویوں کا لباس مضحک اور تمہارے پادریوں کا گون ملا بہشتی۔

۱۱۔ ہم لوٹا لے کر رفع حاجت کریں تو کثافت اور تم کاغذ لے جاؤ تو لطافت۔

۱۲۔ ہماری عورتیں پردے میں رہیں تو جہالت اور تمہاری لیڈیز ننگوں کے کلب کی ممبر ہوں تو تمدن۔

غرضکہ ہمارا ظاہر و باطن یکساں ہو تو ہم جاہل اور غیر مہذب ہیں اور تم غلاظت پر چاندی کا ورق لگا کر گندم نما جو فروشی کرو تو تمدن کے علمبردار ہو۔ ع

طوق زریں ہمہ در گردن خرمی بینم

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۲)

محض طفل تسلی ہی سمجھنا چاہیئے۔

ہمارے ہی قصبہ میں کچھ عرصہ ہوا قالین بافی کا ایک شعبہ کھولا گیا تھا جو عدم توجہی کا شکار ہوا اور چند روز سے زیادہ نہ چل سکا۔ اس ادارہ کے بند ہونے کے جو اسباب ہوئے اسپر ہم آئندہ روشنی ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسوقت جبکہ گورنمنٹ صنعت و حرفت کیلئے امداد دے رہی ہے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کر کے قصبہ کے بیکار نوجوانوں کو باکار بنانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ بہت سے نوجوانان وطن ایسے ہیں جو کتابی تعلیم پورے طور پر حاصل کر چکے ہیں اب عملی کام کی طرف ان کو متوجہ کیا جائے اور رائے و مشورہ سے کوئی ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس سے وطن کے نوجوانوں کی آئندہ زندگیاں مفید و منفعت بخش ثابت ہوں۔

تانگہ والا

(از مولوی مصلح الدین احمد صاحب ایڈیٹر)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں لکھنؤ سے کاکوری جانے کے انتظار میں گول دروازہ میں کھڑا ہوا تانگہ کا انتظار کر رہا تھا مغرب کا وقت آچکا تھا اور کاکوری کے سب تانگے واپس جا چکے تھے۔ موٹر بس بھی روانہ ہو چکی تھی میں اس فکر میں تھا کہ شاید کوئی تانگہ شہر میں کسی کو لیکر گیا ہو آجائے اور میں اسپر چلا جاؤں، بالآخر ایک لکھنؤ کے تانگہ والے نے کہا میاں اپنے ہیں میں پہونچا آؤں، اب کاکوری کے تانگے کا انتظار نہ کیجئے! میرا تانگہ دیکھئے رہر ٹائٹ ہے ہوا میں اُڑتا ہوا چلتا ہے آرام کے ساتھ پہونچ جائیے گا، میں نے سوچا کہ لاؤ اسکا کہنا کرو اور اصل بات یہ تھی کہ وہاں کھڑے کھڑے تھک بھی گیا تھا اور نا امید بھی ہو گیا تھا۔ خیر میں اُس تانگہ پر بیٹھ گیا۔

لکھنؤ والوں سے تو آپ خوب ہی واقف ہیں کیسی کیسی پھبتی ہوئی دلربا باتیں کرتے ہیں، تانگہ والا تھوڑی دیر تک تو خیر خاموشی کے ساتھ چلا گیا کیونکہ تھا کہ گنج سے آگے نکلکر اُس نے باتیں شروع کیں اور خدا معلوم کہاں کہاں کے قصے بیان کر ڈالے۔

مگر اُس نے ایک فقرہ عجیب کہا جس پر میں نے بھی کان کھڑے کئے کہنے لگا کہ خدا کا شکر ہے میاں کہ میں ایم۔ اے۔ بی۔ اے پاس نہیں ہوں میں نے پوچھا یہ کیا؟ تو زیر خند فرماتے ہوئے اسکی توجیہ بیان کرنے لگا اجی میاں، آپ خود خیال کریں کہ میرے بچپن کے پانچ ساتھی اور دو بھائی ہیں اور سب ماشاءاللہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ کسی نے بی، اے کیا کسی نے ایم، اے تو کوئی ایل، ایل، بی پاس ہے اور ایک نے ایف اے کر کے چھوڑ دیا اس سے کم تو کوئی ہے ہی نہیں ان سب میں میں ہی ایک جاہل مطلق باقی رہگیا۔ ایک صاحب نہیں ایسے بھی ہیں کہ جنھوں نے انگریزی نہیں پڑھی اُنکے والد کی رسلے ہوئی کہ انکو عربی فارسی پڑھائی جائے اور اسی وجہ سے انکو ندوہ میں داخل کیا گیا اگرچہ وہ بھی انھوں نے پوری نہیں کی لیکن بہرحال انکی عربی اور فارسی کی قابلیت بہت عمدہ ہے اور حدیث و قرآن میں اچھے معلومات ہیں اور

بیچارے سیدھے سادے مولوی ٹائپ آدمی ہیں اور کسی کے جھگڑے قضیہ میں نہیں پڑتے اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ انکو تو چھوڑ دیجئے وہ تو بیشک آج عربی کے پروفیسر ہیں اور دو سو روپیہ ماہوار کما رہے ہیں، اور باقی دوسروں کے متعلق دریافت کیجئے کہ کیا کرتے ہیں تو سچ کہتا ہوں آپ کو سوائے ایک کے اور سب سے زیادہ آج میں خوش و خرم ہوں صبح کو چار بجے اٹھا گھوڑے کی مالش کی دانہ دیا اور صبح اول وقت تانگہ لگایا اور ہنکاتا ہوا اسٹیشن چار باغ گاڑی کے ٹیم پر جا پہونچا وہاں سے سواریاں لاکر امین آباد اتاریں پھر امین آباد سے سواری لیکر چوک لے اور چوک سے نخاس ڈالی گنج صدر وغیرہ جہاں کی سواری ملتی رہی گیا اور دوپہر کو ٹھیک گیارہ ساڑھے گیارہ پر گھر پہونچا گھوڑے کو کھول کر چارہ دیا روٹی کھائی اور پھر دو بجے سے دوسرا گھوڑا تانگہ میں لگایا ادھر ادھر اڑاتا پھرا شام کو کبھی ۸ بجے اور کبھی ۹ بجے گھر پر آکر دم لیا گھوڑے کو کھولا چارہ دانہ دیا اور خود روٹی دال سے فراغت کرکے دوستوں میں گپ کی اسکے بعد جب نیند آنے لگی گھر پر آکر پڑ رہا اور مردے سے بازی لگا دی۔

میں نے کہا واقعی تم بہت بے فکرے معلوم ہوتے ہو، اچھا تمہاری آمدنی کیا ہوگی؟ کہنے لگا خدا جھوٹ نہ بلائے میاں! کوئی ایسا ہی نحوس دن جاتا ہوگا جس دن چار ساڑھے چار روپے ہوں نہیں تو بعض بعض دن سات آٹھ روپیہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے، میں نے کہا گھوڑے کے کھلانے پلانے اور تانگہ کی ٹوٹ پھوٹ میں بھی تو کچھ صرف کرتے ہوگے وہ کہنے لگا بیشک میاں، گھوڑوں کو میں خوب کھلاتا ہوں روزانہ ۵ سیر کے چنے اور ۱۰ سیر کی گھاس دونوں گھوڑوں کو دیتا ہوں اور اگر انکو کھلاؤں نا تو وہ پھر اتنی محنت کس کے بل بوتے کریں اور ہماری روزی کیسے چلے کبھی کبھی انکو گڑ گھونٹا اور گھی کی روٹی بھی کھلاتا ہوں اسکے لئے ایسا کرتا ہوں کہ جس دن میری آمدنی غیر معمولی ہوجاتی ہے بس اس دن انکو خوش کرنے کیلئے دانہ چارہ کے علاوہ کسی قسم کی کوئی چیز ضرور کھلاتا ہوں۔ رہی تانگہ کی ٹوٹ پھوٹ وہ اگر تانگہ اچھا ہو میاں تو کہیں ذرا تھوڑی ہوتی ہے۔ اپنا تانگہ خود ہی ہنکاتا ہوں کسی دوسرے کے ہاتھ میں تھوڑی دیتا ہوں۔ احتیاط سے چلاتا ہوں۔ دھوتا دھاتا صاف کرتا ہوں۔ تانگہ بھی نیا ہی بنا ہے ہر چیز اسکی مضبوط ہے۔ آج پندرہ سال سے تانگہ ہنکا رہا ہوں اب پونجی بھی خوب ہوگئی ہے جہاں دیکھا کہ اب تانگہ پرانا چلا میں نے سوچا کہ اسکو نخاس رکھاؤ اور جھٹ دوسرے نئے تانگہ کا انتظام کر اسکو نکال دیا اپنی گرہ سے پچاس پچیس چلے تو چلتے ہیں مگر پھر برسوں کی چھٹی ہوجاتی ہے اور اطمینان سے اپنے کام میں لگ جاتا ہوں اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں خصوصاً اس وقت جبکہ میں اپنے ان دوستوں کی اُتری ہوئی صورتیں دیکھتا ہوں یا اُنکے خطوط سے اُنکی پریشانیاں معلوم ہوتی ہیں، سچ کہتا ہوں میاں، غریبوں نے بڑی محنت کرکے اور راتوں کی نیند حرام کرکے اپنے ماں باپ کا ہزارہا روپیہ برباد کرکے ایم، اے۔ بی، اے پاس کیا بڑی بڑی امیدیں باندھی تھیں اب بیچارے قسمت کو کیا کریں کوئی دکھن حیدرآباد چلا گیا وہاں دفتر میں صبح سے شام تک قلم گھستا ہے جب جاکے کہیں مہینہ بھر کے بعد پچاس یا ساٹھ روپیوں کی صورت دکھائی دیتی ہے انہیں سے ایک صاحب تو اورنگ آباد میں ہیں اور وہاں پچپن روپیہ ماہوار کی ماسٹری کی نوکری کر رہے ہیں۔ وہ نے ایل، ایل، بی پاس کیا تھا انہیں سے ایک کو وہاں پولیس ٹریننگ اسکول میں پروفیسری ملگئی ہے اور شاید ڈیڑھ سو پا رہے ہیں اور ایک جو سب سے زیادہ خوش قسمت ہے وہ بیشک اب جاکر نو سال امیدواری اور منصری کرنے کے بعد مستقل منصف ہوئے ہیں، کل اُنکا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ اب ڈھائی سو روپیہ مہینہ پر کشنگی وہاں کوئی مقام ہے وہاں منصف کرکے بھیجے گئے ہیں بس میاں وہی ہم سب میں زیادہ خوش نصیب سمجھے جاتے ہیں باقی چند ایک کے بیچارے آج بھی پریشان روزگار پھر رہے ہیں جیسے تیسے کام چلتا ہے کسی کے والد زندہ ہیں انکے سر کھاتے بیٹھے ہیں اور ادھر اُدھر دفتروں میں درخواستیں پھینکتے پھرتے ہیں کسی کو کہیں امیدواری ملگئی ہے اُسپر بیچارہ زندگی کے دن امید امید پر کاٹ رہا ہے اور کوئی اپنی جان سے عاجز آچکا ہے میں اُن سب کے حالات دیکھتا سنتا ہوں اور یا قسمت کرکے چپ ہوجاتا ہوں اور سچ پوچھئے تو ان لوگوں کا خیال کرکے میرا دل بھی جلنے لگتا ہے لیکن میرا دل کہتا ہے ملے نفیرے! تو تانگہ ہنکائے جا!! اور خدا کا شکر کئے جا کہ وہ تجھے نہ بھوکا سلاتا ہے اور نہ بھوکا اُٹھاتا ہے، صبح سے شام تک محنت مزدوری تو بیشک کرنا پڑتی ہے مگر کسی کی غلامی نہیں کسی کی پابندی نہیں اپنی بھوک کھاتا ہوں اپنی نیند سوتا ہوں بے فکر اور آزاد ہوں۔ اب کہئے سرکار خدا کا شکر ہے کہ نہیں کہ میں ایم، اے۔ بی، اے پاس نہیں ہوں۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزا احباب و رجال اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ
وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں، اطلاعات
دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ اس عرصہ میں بالکل بارش نہیں ہوئی۔ دن کو دھوپ ابھی تک سخت ہوتی ہے۔ آخر رات کو خنکی ہونے لگی ہے زیر سماں سویا نہیں جاسکتا۔

آب و ہوا:۔ ملیریا بخار کی عام شکایت سنی جاتی ہے اور بے احتیاطی کی وجہ سے اکثر واقعات کے میعادی بخار میں تبدیل ہو جانے کی اطلاعات ملی ہیں۔

تقریبات:۔ اطلاع ملی ہے کہ حافظ منظور حسن علوی (گڑھی)، مالک سابق عتیق برادرس ٹریڈنگ کمپنی لکھنؤ کی صاحبزادیوں کے نکاح ۴ اکتوبر ۳۹ء کو بمقام لکھنؤ منشی وجیہ الدین خلف منشی ابو محمد خیر (فیض آبادی)، سب انسپکٹر پولیس اور مولوی عزیز الدین خلف مولوی امین الدین مرحوم (قاضی گڑھی) سے ہوئے۔ بعد نکاح خوانی حافظ منظور حسن کی جانب سے مہمانوں کو پرتکلف پارٹی دی گئی۔ رخصتی عروس آئندہ عمل میں آئے گی۔

معاودت وطن:۔ (۱) مولوی شفیق احمد عباسی (قاضی گڑھی) ایک ماہ کی رخصت پر وطن سے آئے ہیں اور اپنی والدہ کے علاج کے سلسلہ میں لکھنؤ میں مقیم ہیں۔

(۲) معلوم ہوا کہ منشی عبدالرحمن علوی بی۔ اے سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس گونڈہ، پیر کے گھٹنوں میں درد کے علاج کیلئے بحصول رخصت آئے ہیں۔

(۳) سنا گیا ہے کہ منشی عبدالعزیز علوی انسپکٹر آبکاری امروہہ جو گزشتہ عشرہ میں وطن آئے تھے بعد ختم رخصت اپنی ملازمت پر واپس گئے۔

(۴) ڈاکٹر مشتاق احمد علوی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس، بعد ختم امتحان ڈی۔ پی۔ ایچ کلکتہ سے وطن آئے ہوئے ہیں۔

(۵) شیخ محمد ایوب صاحب علوی تحصیلدار ریاست محمود آباد، عرصہ کے بعد دس روز کی رخصت پر آئے تھے۔ بعد ختم رخصت بسوان واپس گئے۔

(۶) حکیم مولوی حکیم الدین صاحب فرخ آباد سے مع متعلقین منشی محمد خلیل مرحوم کی بیوہ کے پاس تعزیت کے سلسلہ میں آئے تھے دو تین روز قیام کے بعد واپس فرخ آباد گئے۔ (۷) اہلیہ منشی حبیب احمد علوی، ایم۔ ایس سی، بھی فیض آباد سے تعزیت میں آئی تھیں۔

جلسہ اتحاد ملت:۔ مقامی سیرت کمیٹی کے زیر اہتمام ۱۳ اکتوبر ۳۹ء کو بعد نماز مغرب بصدارت حاجی منشی انوار علی صاحب میر جماعت جلسہ عام منعقد ہوا۔ الحاج مولانا کرم علی صاحب ملیح آبادی اور حکیم مولانا وزیر حسن لکھنوی کے بیانات سے اہالیان قصبہ بہت مستفیض ہوئے تقریباً عورتوں کے علاوہ (جنکے لئے جلسہ گاہ میں پردہ کا معقول انتظام تھا) مردوں میں پانچ چھ سو کا اجتماع تھا جسمیں ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ جلسہ کا انتظام جناب منشی خلیل الدین خان بہادر مرحوم کی کوٹھی کے سامنے وسیع چبوترہ پر کیا گیا تھا۔ گرلز گھر اور برآمدہ میں مستورات کی نشست کا انتظام تھا۔ جلسہ گاہ کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ تلاوت کلام پاک سے ۷ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اسکے بعد سید خورشید علی آغا نے اخبار ایمان کی سندرجہ تین نظمیں جو تین ہندو صاحبان نے حضور رسالتمآب حضرت سرور دو عالم کی شان میں کہی تھیں خوش الحانی سے پڑھیں۔ نظموں کے بعد الحاج مولانا کرم علی صاحب نے تقریر شروع کی جسکا موضوع تھا ہمکو رہبر کی ضرورت ہے؟ اور اپنے مدلل و پر از معلومات بیان میں سیرۃ رسول اکرم پر پوری طرح اور ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے دلائل و براہین اور قرآن و حدیث سے واضح طور پر ثابت کیا کہ حضور سرور عالم ہی سچے رہبر تھے اور انھیں کی ہدایات اور کلام اللہ پر عمل کرکے انسان اپنی دین و دنیا سنوار سکتا ہے۔

مولانا کے بعد حکیم مولانا وزیر حسن صاحب کا خطبہ شروع ہوا۔ حکیم صاحب نے مختصر تمہید کے بعد جو آیات پہلے تلاوت ہوئی تھیں اسکا ترجمہ کرکے ان آیات کی بہت مفصل و مدلل توضیح کرکے حاضرین کو سمجھایا اور بہت باریک باریک نکات بیان کرتے ہوئے دلچسپ واقعات بھی سنائے اور حضور سرور کائنات کی سیرۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں سے آپسمیں اتفاق و اتحاد رکھنے کی اپیل کی اور چار ارکان اسلام کی وضاحت کرکے فضائل رمضان پر بھی روشنی ڈالی۔ تقاریر کے بعد منشی محب الرحمن علوی نے حضرت محسن کاکوروی کی مناجات نہایت درد بھرے لہجہ میں پڑھی جس نے جلسہ کو بہت متاثر کیا۔ پونے گیارہ بجے نہایت کامیابی کے ساتھ جناب صدر و مقررین اور حاضرین کے شکریہ پر جلسہ ختم ہوا۔ ہم جلسہ کی کامیابی

مقامی سیرۃ کمیٹی خصوصاً قاضی انتظار حسین خاں صاحب عباسی بی۔ اے۔ اعزازی سکریٹری پرخلوص خدمت پر ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

خوشخبری:۔ ہم نے یہ خبر دلی مسرت سے سنی کہ سید عارف حسین ایم۔ اے جو کالون تعلقدار انٹرمیڈیٹ کالج لکھنؤ میں انگریزی کے پروفیسر تھے فیض عام انٹرمیڈیٹ کالج میرٹھ میں پرنسپل ہو کر گئے ہیں۔ ۱۱ اکتوبر کو کالون تعلقدار انٹرمیڈیٹ کالج کے طلبہ و اساتذہ نے پرتکلف الوداعی پارٹی سید عارف حسین کو دی تھی۔

صحت و تندرستی:۔ مولوی حسن ابن ضیا علوی کے متعلق دریافت ہوا کہ شدید انفلوانزا میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بخار ۱۰۳ درجہ تک رہا بفضلہ تعالیٰ اب بخار نہیں ہے صرف کمزوری ہے جو جلد رفتہ رفتہ انشاء اللہ دفع ہو جائیگی۔

(عزیزی حسن سلمہ نے باوجود علالت و کمزوری کے حسب عادہ اس پابندی کا خیال رکھا اور بیرونی خبریں مرتب کر کے بھیجیں۔ انکی اپنے وطنی خدمتگذاری سے یہ دلچسپی و انہماک قابل مثال ہے جسکے لئے ہم دل سے مشکور ہیں۔ اڈیٹر)

علالتیں:۔ (۱) شیخ سید حسن عباسی کو گذشتہ عشرہ میں پیٹ میں درد اور اسہال کی تکلیف ہو گئی تھی۔ طبیب معالج نے نسخہ میں ترمیم کی ایک ہفتہ سے درد و مروڑ میں بہت کمی ہے اور اجابتیں بھی کم ہوتی ہیں ضعف نقاہت بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ جلد صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ورم جگر میں کچھ کمی ہے۔ بخار ابھی رہتا ہے بھوک بالکل نہیں لگتی۔ غذا کی جانب سے بے رغبتی ہے۔ ضعف شدید ہے باریتعالیٰ رحم فرمائے اور مریضہ کو جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(۳) حکیم مولوی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے۔ پنشنر ڈپٹی کلکٹر کو حسب ہدایت کے بعد معدہ کی تکلیف سے کئی دن طبیعت خراب رہی۔ تبخیر میں بھی اضافہ ہو گیا تھا متعدد فاقوں کے بعد طبیعت اصلاح پذیر ہوئی۔ شانہ کا درد ابھی بالکل دفع نہیں ہوا ہے۔

(۴) بیوہ شیخ لطف علی مرحوم (برگد تلہ) کو کچھ دنوں سے پھر اسہال کی شکایت ہو گئی ہے کسی دن متعدد بار اجابت ہوتی ہے اور کسی روز کمی ہو جاتی ہے۔ مقامی ڈاکٹر سید محمد ہاشم کے علاج سے شدائد میں کچھ کمی ہوئی ہے۔ مریضہ کا قصد کسی لیڈی ڈاکٹر سے بھی مشورہ کرنے کا ہے۔

(۵) اورنگ آباد سے مولانا ولدو کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اہلیہ مولوی حامد حسن علوی کو لرزہ کے ساتھ بخار آ رہا ہے اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) اطلاع ملی ہے کہ منشی نبی الحسن علوی تحصیل بی۔ اے۔ جو لکھنؤ میں تحصیلدار تھے اول تعلقداری ضلع اورنگ آباد میں مددگار مال ہو گئے۔

(۲) گذشتہ عشرہ میں بعض جگہ اُچکے پن کے کچھ واقعات سنے گئے تھے دو جگہ نقب زنی کی اطلاعیں بھی ملی ہیں ایک جگہ تو ساکنین کے جاگ اُٹھنے پر چور بھاگ گئے لیکن دوسری جگہ کچھ مال اُٹھائے جانے کی خبر معلوم ہوئی ہے۔ عموماً قصبہ میں انہی ایام چوریوں وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ پولیس کو کافی انتظام کرنا چاہیے۔

(۳) چودھری مصطفیٰ علی صاحب صدیقی رپنشنر محکمۂ پولیس) اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو بعد نماز جمعہ متصل مزار حکیم اشاہ (چودھری محلہ) دوسرا دنگل زیر اہتمام و نگرانی حشمت علی منعقد ہوا۔ شام تک چھبیس جوڑوں کی کشتی ہوئی۔ قصبہ کے علاوہ لکھنؤ اور قرب و جوار کے مواضعات سے پہلوان آئے تھے اجتماع کثیر تھا اور پولیس کا انتظام معقول رہا کوئی ہنگامہ یا بدنظمی نہیں پیدا ہوئی۔ عوام کے علاوہ خواص میں بھی ہندو مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے۔ کانسٹبلان کے علاوہ سب انسپکٹر پولیس بھی آخر تک دنگل میں موجود رہے۔ مہتمم دنگل حشمت علی کی جانب سے ہر جوڑ کے جیتنے والے پہلوان کو ایک گلابی رنگ کا صافہ انعام میں دیا گیا تھا۔ مقامی مسلم لیگ کی جانب سے دنگل میں دو تمغے دیے جانے کا اعلان کیا گیا ایک خالص قصبہ کے بہترین لڑنے اور کشتی جیتنے والے کو اور دوسرا بیرون قصبہ کے پہلوان کو۔ چنانچہ ایک تمغہ وارث علی ساکن دلی نگر کو جس نے دو کشتیاں جیتی تھیں ججوں کے فیصلہ اور بانیان و مہتمان دنگل کی سفارش پر دیا جانا طے ہوا۔ اور رات کو جلسۂ سیرت کے بعد دفتر مسلم لیگ میں حسب معمول ترانہ و جھنڈے کی سلامی کے بعد الحاج مولانا کرم علی صاحب ملیح آبادی رکن آل انڈیا مسلم لیگ نے عطا کیا۔ ہم حشمت علی کی اس دلچسپی اور انہماک کی تعریف کرینگے کہ وہ کشتی کے فن کی اسقدر حوصلہ افزائی کر رہے ہیں جسکی فی زمانہ سخت ضرورت ہے۔

(باقی صفحہ ۸ کالم ۲ پر ملاحظہ ہو)

اخباری دنیا

(مرتبہ مولوی حسن ابن ضیا صاحب علوی عقیل کاکوروی)

پولینڈ کی جمہوری حکومت کا بالآخر خاتمہ ہو گیا اور جرمنی و روس نے چند ہفتوں کی کشمکش کے بعد تمام ملک کو فتح کر کے حصے بخرے کر لیے۔

مغربی محاذ پر جرمنی و فرانس کے درمیان کوئی معرکہ الآرا مقابلہ ہونے کی اطلاع نہیں آئی ہے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فرانسیسی فوجیں جرمن علاقہ میں ۱۰ میل تک بڑھ گئی ہیں اور انہوں نے چند مشہور شہروں کا محاصرہ کر لیا ہے کہا جاتا ہے کہ جنگی لحاظ سے یہ مقامات بہت اہم ہیں۔ جرمن اپنی پوری طاقت مغربی محاذ کی طرف منتقل کر رہا ہے۔ خیال ہے کہ جرمن کسی بڑے حملہ کا ارادہ رکھتا ہے خواہ گئے ہوئے مقامات کو واپس لینے کی کوشش کریگا یا ہالینڈ و بلجیم کے راستہ سے فرانس پر حملہ آور ہوگا۔ جرمنی کیلئے چونکہ فرانس کے میجنو لائین کو توڑنا بظاہر ناممکن ہے لہذا از کور بعد دونوں طریقوں میں سے ایک پر عمل کریگا۔

انگریزی ہوائی جہازوں نے جرمن کے ایک بندرگاہ پر بمباری کی تھی جرمنوں کا بیان ہے کہ اس ہوائی بیڑے سے تقریباً نصف جہاز گرا دیے گئے

جرمن نے اب یہ رویہ اختیار کیا ہے کہ غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کو اپنے بندرگاہوں کو زبردستی لیجا کر تلاشی لیتا ہے۔ ابتک کئی غیر جانبدار ممالک کے جہازوں کے ساتھ یہ ناروا برتاؤ کیا جا چکا ہے۔

روس سے یہ خبر آئی تھی کہ ۳ لاکھ فوج علاقہ کیا گیا ہے بھیج دیگئی ہے جو سرحد ہندوستان سے قریب تر ہے لیکن اس خبر کی پوری تصدیق نہیں ہوئی ہندوستانی سرحد کے قریب یہ فوجیں روس جاپان کے صلحنامہ کے بعد جمع کیا جانا کہا جاتا ہے

دہلی میں آجکل وائسرائے بہادر مختلف جماعتوں کے لیڈروں کو تبادلہ خیال کیلئے بلا رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی دو بار اور مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم مسلم لیگ بھی دو مرتبہ وائسرائے بہادر سے مل چکے ہیں۔ تمام گفتگو صیغہ راز میں ہے قابل نوٹ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کے قائد کو وائسرائے بہادر نے طلب کیا۔

پنڈت جواہر لال نہرو وائسرائے سے ملنے کے بعد مسٹر جناح سے ملنے گئے تھے اور ہندو مسلم اتحاد پر تبادلہ خیالات کے ساتھ خاکساری جماعت کی موجودہ کشمکش کے متعلق جناح صاحب کو حکم بنانا تھا۔

صوبہ متحدہ کے بعض شہروں میں عموماً اور لکھنؤ میں خصوصاً خاکساروں کا ایجی ٹیشن جاری ہے۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ لکھنؤ اور دیگر مقامات پر خاکساروں کے ساتھ بہت بیجا برتاؤ کیا جا رہا ہے عام مسلمانوں کی ہمدردیاں خاکساروں کے ساتھ ہیں۔ بلند شہر کی فائرنگ میں جو خاکسار زخمی ہو گئے تھے وہ خاکسار جاں بحق ہوئے اور بڑی تعداد مجروح ہوئی۔ چونکہ یہ محاذ خاص لکھنؤ میں ہے اسلئے روزانہ بعد نماز مغرب خاکسار اپنے کو گرفتاری کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ لکھنؤ میں عام طور پر شدید جوش ہے۔

۱۱ اکتوبر کو سٹی مسلم لیگ کے زیر انتظام گنگا پرشاد میموریل ہال میں خاکساروں کی ہمدردی میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا اور رزولیوشن پاس ہوا۔ بیگم حبیب اللہ نے رزولیوشن پیش کیا تھا اور اپنی تقریر میں اپنے چشم دید واقعات جب بیان کیے تو تمام مجمع رو دیا۔

خاکساروں کے ساتھ جیل میں جو برتاؤ ہو رہا ہے اسکو جو لوگ دیکھ آئے ہیں انکے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس گورنمنٹ انتہائی بہیمیت کا برتاؤ ان غریبوں کے ساتھ کر رہی ہے۔

میرٹھ میں گذشتہ ہفتہ میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ حالات اسقدر نازک ہو گئی تھی کہ فوج کو طلب کرنا پڑا تھا۔ فساد کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ساورکر صدر مہا سبھا الیکشن کے سلسلہ میں اپنے امیدوار کی حمایت کرنے میرٹھ گئے تھے انکا جلوس نکالا گیا اور اس جلوس میں کچھ ایسی بے عنوانیاں ہوئیں کہ ہندو مسلمانوں میں آویزش ہو گئی۔

(بسلسلہ متفرقات صفحہ ۷ کالم ۲)

حادثات۔ لکھنؤ سے اطلاع ملی ہے کہ منشی محمود حسن صاحب (عزیز گڑھی) نے بمقام بنگلور (دکن) چند روز کی علالت کے بعد ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ڈیڑھ دو سال کے بعد گذشتہ گرمیوں میں دکن سے آئے تھے اور تھوڑے عرصہ قیام کے بعد غالباً آخر جولائی ۱۹۳۹ء میں اپنی پنشن کی وصولی کیلئے گئے تھے مرحوم بہت مخلص اور ملنسار انسان تھے۔ افسوس مرحوم نے کوئی اولاد نرینہ نہیں چھوڑی۔ لڑکیاں ہیں جنکی شادیاں ہو چکی ہیں اور اپنے شوہروں کے ہمراہ ہیں۔ ہمکو اس حادثہ کا انتہائی افسوس ہوا اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے مرحوم کے دامادوں اور صاحبزادیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں

برہانیڈ ٹونڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار موضع محلہ دلال (الی)، کاکوری سے سید محمد مشیرالدین نے شائع کیا۔